فارسی قرآن!

تحریر: حافظ مقصود احمد
ایڈیٹر ماہنامہ ''دعوۃ التوحید'' اسلام آباد

قرآن مجید کے خلاف سازشیں کرنے میں جہاں اغیار نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی وہاں اپنوں کی سادہ لوحی اور نادان دوستی نے بھی بڑے گل کھلائے ہیں...... اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے اعجاز کے جو دلائل بیان فرمائے ہیں ان میں ایک اہم دلیل یہ ہے کہ دنیا بھر کے انسان اور جن، اگلے اور پچھلے جمع ہو کر قرآن مجید جیسی کتاب پیش نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید جیسی بڑی کتاب تو در کنار وہ اس کی دس آیات جیسی آیات یا کوئی عبارت بھی پیش نہیں کر سکتے۔ دس آیات بھی ان پر بڑی بھاری ہیں وہ تو ایک سورت جس میں تین آیات ہوں وہ بھی تصنیف نہیں کر سکتے۔

قرآن مجید میں سورۃ البقرۃ، سورۃ یونس، سورۃ ہود اور سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کے انسانوں کو یہ چیلنج کیا ہے کہ وہ سارے مل کر قرآن مجید جیسا کلام پیش نہیں کر سکتے۔ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود دنیا کی کسی زبان میں بھی کسی کو یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ درحقیقت ان لوگوں کو شرم دلائی جارہی ہے جو قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مشرکین مکہ سے لے کر مستشرقین دورِ حاضر تک کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی، اور نہ قیامت تک ہو سکے گی۔ مگر ان بے بصیرت اور حرماں نصیب مسلمانوں کو دیکھیں جو قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں اور پھر انسانی کلام کو اس کی مثل بھی گردانتے ہیں، جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی کے متعلق ایک صوفی شاعر کا یہ شعر زبان زد عام ہے۔

مثنوی و معنوی و مولوی   ہست قرآں در زبان پہلوی

''مولوی کی مثنوی درحقیقت قرآن ہے فارسی زبان میں'' (نعوذ باللہ) قرآن مجید کی توہین کوئی کافر کرے یا مسلمان...... اسے توہین ہی کہا جائے گا، کوئی مسلمان توہین قرآن کا ارتکاب کر کے اس بنا پر بری الذمہ نہیں قرار دیا جا سکتا کہ یہ تو قرآن مجید سے محبت کرنے والا ہے، ہاں اگر کسی کو غلط فہمی ہو گئی ہو تو اس کا علاج علم و دلیل سے کرنا چاہیے، پھر اگر وہ توبہ کر لے تو صحیح وگرنہ اس کے گستاخ ہونے میں کوئی شک نہیں ہو گا۔

پچھلے دنوں مشہور مضمون نگار اور نعت گو جناب بشیر حسین ناظم صاحب نے روزنامہ نوائے وقت میں مولانا روم کی مثنوی پر مضمون لکھا اور مذکورہ شعر لکھ کر اس کی اہمیت کو بیان کیا۔ ہمیں تعجب اس بات کا ہے کہ جناب بشیر حسین ناظم کو اتنی موٹی سی بات بھی سمجھ نہ آسکی کہ دنیا کی کسی زبان میں کوئی کلام قرآن مجید کی مثل نہیں ہو سکتا تو مثنوی کیسے قرآن مجید کی طرح ہو سکتی ہے؟ اس شعر میں گستاخی قرآن کا ذرا جائزہ لیجئے کہ یہ کتنے سنگین درجے کی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لَّئِنِ

اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ [بنی اسرائیل:۸۸] ''کہہ دیجئے! اگر جن وانس اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کی مثل کوئی کلام لے کر آئیں تو نہیں لا سکتے اگر چہ ایک دوسرے کے معاون بن جائیں''۔ اس آیت میں نفی کی جا رہی ہے کہ قرآن مجید کی مثل کوئی کلام پیش نہیں کر سکتے۔ جبکہ شعر میں تو مثل کی بجائے مثنوی کو عین قرآن کہا گیا ہے (معاذ اللہ) ''ہست قرآن در زبان پہلوی'' کہ ''فارسی زبان میں یہ قرآن ہے''۔ اس کی جو بھی توجیہ کی جائے وہ ''عذر گناہ بدتر از گناہ است'' کے مصداق ہوگی۔ ہمیں کسی کی نیت پر شک نہیں ہے۔ نیتوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ مگر یہ جملہ کلمہ کفر سے کم نہیں ہے، جس طرح مخلوق خالق نہیں ہو سکتی نہ خالق کی مثل ہو سکتی ہے، اسی طرح مخلوق کی کلام نہ اللہ کی کلام ہو سکتی ہے نہ اللہ کی کلام کی مثل، اللہ کی کلام کو مخلوق کی کلام کی مثل کہنا یا مخلوق کی کلام کو اللہ تعالیٰ کی کلام کی مثل کہنا پرلے درجے کی گستاخی ہے۔ دنیا میں بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں، مولانا روم سے پہلے حدیث، تفسیر اور فقہ کے بڑے بڑے امام پیدا ہوئے، جن کے مقابلے میں مولانا روم کی حیثیت سورج کے سامنے چراغ سی بھی نہیں۔ انہوں نے علم و فضل کے موتی بکھیرے، مگر کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ ان کی تفسیر، یا شرح حدیث یا مواعظ حسنہ پر لکھی ہوئی کسی کتاب کو ''ہست قرآن'' کہا جائے۔ اندیشہ ہے کہ یہ اسلام اور قرآن کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا نتیجہ ہو کہ عجمی زبان میں لکھی ہوئی ایک کتاب کو ''ہست قرآن'' کا لقب دیا جائے۔ جس کتاب میں ہر قسم کا رطب و یابس ہے، جس میں فرضی حکایات کے سوا کچھ نہیں، جبکہ قرآن مجید تو ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ [الطارق:۱۳، ۱۴] ''بے شک وہ فیصلہ کن کلام ہے جس میں کوئی چیز فضول نہیں''۔ مثنوی روم کو ''ہست قرآن'' کہنے والوں کو شرم آنی چاہیے کہ اس کا تو آغاز ہی بانسری سے ہو رہا ہے۔ مولانا روم اپنی کتاب کا افتتاح فرما رہے ہیں۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند　　وز جدائی ہا شکایت می کند

''بانسری کی سنو! یہ کیا کہتی ہے اور سنو کہ جدائیوں کا شکوہ یہ کس طرح کرتی ہے''۔

ہم مثنوی کو ''ہست قرآن'' کہنے والوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی کوئی ایسی تمثیل و تشبیہ کہیں نظر آتی ہے۔ ﴿سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا﴾ [الاسراء:۴۳] ''اللہ تعالیٰ منزہ و مبرا اور بہت بلند ہے اس سے جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں''۔ جناب بشیر حسین ناظم صاحب کو چاہیے کہ وہ ''جامی'' صاحب کے اس شعر کا تجزیہ کریں، اگر وہ اسے صحیح سمجھتے ہیں تو اس کی صحت پر دلائل بھی دیں تا کہ ان کے دلائل کا تجزیہ کیا جا سکے۔ اگر انہوں نے ''نقل کفر کفر نہ باشد'' کے طور پر اسے لکھ دیا ہے تو اس پر تعلیق لکھیں، اگر لاعلمی کی وجہ سے ان سے سہو ہو گیا ہے تو روزنامہ نوائے وقت کے انہی صفحات میں اس سے اعلان براءت کریں، کیونکہ غلط موقف سے رجوع کیلئے ضروری ہے کہ اس کی وضاحت بھی ہوتا کہ سابقہ تحریر پڑھ کر گمراہ ہونے والوں کو گمراہی سے بچایا جا سکے۔ (وما علینا الا البلاغ)